

CHECKED

وَأَذِّنْ لِلْعَذَابِ ۖ وَنَفْسُكَ أَنْتَ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا وَآمَنَ
وَأَمَّا أَنْتَ فَتَكُنْ أَوَّلَ رِغْوَةٍ ۖ وَأَنْتَ كَارِهُ الْفِتْنَةِ
وَأَنْتَ كَارِهُ الْفِتْنَةِ
CHECKED 11
رسالہ

مالابزکان سید عالمیہ نقشبندیہ

— مرتبہ —

محمد شمس الدین حسینی قاضی منصف

وفیضیاب خج ضمت

عبدالله الشاکر الدین
مطبوعہ

چند بازار جدید آباد کن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہر قسم کی تعریف خدا ہی کے لئے زیبا و سزاوار ہے جس کے یہ قدرت میں
 دنیا جہان کا نظم و نسق ہے وہ سب کا خالق سب اس کی مخلوق وہ سب کا
 رازق سب مرنے والے وہ سب کا حاکم سب محکوم جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے
 جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے فنا و بقا سب اس کے ہاتھ ہے وَتَعَزُّمَنَّ
 تَشَاءُ وَتَذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
 چونکہ اس کے غضب پر اس کی مہربانی سبقت لے گئی ہے اور رحم و کرم
 اس کا بہت غالب ہے اس لئے انسانوں کی بد اعمالی و نافرمانی پر فوراً مواخذہ
 نہیں فرماتا اگر وقت بوقت تدارک ہوتا رہے گا تو دنیا میں کوئی شخص راحت و آرام
 زندگی بسر نہ کر سکے گا اور دنیا کا نظم و نسق درہم برہم ہو جائے گا انسانی مقصود کے
 درگزر فرمانے سے لوگوں نے براہ جہالت خدا کے وجود ہی سے انکار کر دیا لیکن جب
 کوئی ناقابلِ برداشت تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے تو بے اختیار از خود خدا کو پکارتا
 اور بللاتا اور معافی مانگتا ہے وہاں کی حالت یہ ہے کہ عمر بھر نافرمانی کی جائے
 لیکن جب انسان نادم ہو کر تائب ہو جائے اور تضرع و زاری سے اپنے

شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا مقولہ اس جائے مناسب حال ہے۔

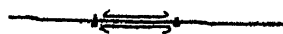
اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم و ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم
دقت تمام گشت و بی پایان رسید عمر ماہ چمن در اول و صف تو ماندہ ایم

س

توان در بلاغت سبحان رسید

نہ در کتبہ چون سبحان رسید

ترجمہ :- فصاحت و بلاغت میں سبحان وائل کو پہنچ سکتے ہیں جس کا
کلام ضرب المثل تھا لیکن خدائی معاملات اور اس کی باریکیوں کو نہیں
پہنچ سکتے۔



اپنے قصورات کی معافی مانگ لے تو فوراً درخواست منظور اور بندگان خاص میں شامل کر کے ملائکہ سے فرماتا ہے کہ میں نے اس کی دعا قبول کر لی میرے سوا کسی کوئی اس کی دعا قبول کرنے والا نہیں ہے مجھ کو اس کی عاجزی اور گڑگڑاتی شرم آتی ہے۔ **يَا مَلَاِئِكَتِي قَدْ اسْتَجِيتُ مِنْ عَبْدِي وَلَيْسَ لَكَ غِيَرِي**

بیت

کرم بین و لطف خداوندگار گنہ بندہ کر دست و اوشتر مسافر
 ترجمہ :- خدا کی مہربانی اور کرم دیکھو گناہ تو بندہ نے کیا اور اللہ شرمسار۔
 جب نافرمانوں پر اس کی ایسی مہربانی ہے تو بھلا اطاعت گزار و فرمانبردار
 اس کی شفقت و مہربانی سے کب محروم ہوں گے۔
 پس ہم خدا کی اطاعت کے ساتھ اس کے خاص اور مقبول بندوں سے
 بھی محبت رکھتے اور ادب کرتے ہیں۔

خدا کے تعالیٰ کی تعریف و توصیف کرنے کا جن بزرگوں کا منصب تھا
 انہوں نے فرمایا مَا عَوْفَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ وَمَا
 عَبْدُ نَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ یعنی جو حق تیری شناسائی کا ہے
 ہم تجھ کو پہچان نہ سکے اور جو حق تیری عبادت کا ہے ویسی عبادت تیری ہم نہ کر

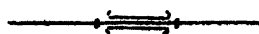
حق تعالیٰ کی جو مہربانی سرکار پر ہے اس کا اظہاریوں فرماتا اور مسلمانوں کو
 واقف کرتا ہے وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا
 دوسرے مقام پر اِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا
 سرکار پر خدا کی اس قدر عنایت ہے کہ سرکار کی اطاعت کو عین اپنی اطاعت
 فرمایا مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ غایت مہربانی سے
 اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر احسان جتنا ہے کہ ہم نے تمہارے ہی نفوس سے
 ایک پیغمبر بھیجا لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ
 حضرت کے علم غیب سے بعض لوگوں کو انکار ہے لیکن حق تعالیٰ جو
 علام الغیوب ہے غیب کی بہت سے باتوں سے سرکار کو واقف کر دیا
 ارشاد ہوتا ہے :- ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ
 إِلَيْكَ ط (سورہ سؤم - پارہ سؤم) - تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا
 إِلَيْكَ ج (سورہ ۱۱ - پارہ ۱۲) - ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ
 نُوحِيهِ إِلَيْكَ ج (سورہ ۱۲ - پارہ ۱۳) -
 سرکار کی معراج جسمانی پر بھی بہت سے لوگوں کو شبہ ہے حالانکہ شبہ کا
 محل نہیں ہے عقل سلیم سے کام لیا جائے تو شبہ رفع ہو جاتا ہے ۔

شفیع المذنبین احمد مختاری محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تمام مخلوقات پر خدا نے انسانوں کو بزرگی دی اور شرف بخشا انسانوں میں ممتاز ہستی پیغمبروں اور انبیاء کی ہے پیغمبروں اور نبیوں میں خدائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور بلند درجہ عنایت فرمایا اور خاتم النبیین سے ملقب کیا وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلِقْتَ عَظِيْمًا كِي تَعْلَمَ تَعْلَمَ کی عظمت سے سرفراز فرمایا اور سرکار سے ادب کرنے کے طریقوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا یعنی رسول کو تم اس طرح مت پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو دوسرا حکم یہ ہے لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ یعنی نبی کی آواز پر تم اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو۔ ایک ہی آیت میں سرکار کو دوبار الہی سے سات خطاب حرمت ہوے۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا وَّ مُّبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَّ سِرَاجًا مُّنِيْرًا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

فرائض تبلیغ رسالت اور عبادت شاقہ کی وجہ سے سرکار کو
دم بھر کی فرصت نہ تھی دنیا میں آپ نے آرام نہیں لیا اور دین اسلام کی
تکمیل کی عرب جیسے ملک میں اسلام پھیل گیا اور مسلمانان باہم شیر و شکر کی
طرح مل گئے خون ریزی اور باہم جنگ و جدال کی بدصلت لوگوں سے
جاتی رہی نہ صرف عرب بلکہ دنیا میں اسلام کا ڈنکا بج گیا بڑی بڑی سلطنتیں
مسلمان حکمران ہو گئے خدائے برحق نے دین اسلام کی تکمیل کی خوش خبری دی
اور اظہار خوشنودی فرمایا آخر بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ سالہ یوم دو شنبہ آپ نے
استقال فرمایا۔



یہ امر مسلم ہے کہ قرآن شریف کا منکر کافر ہے اس کی ایک آیت سے بھی انکار نہیں ہو سکتا قرآن شریف سے ثابت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام وزیر نے پلک جھپکنے سے پہلے ہزار ہا میل سے بلقیس کا شاندار اور قیمتی تخت اڑالایا اور حضرت سلیمان کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا ہَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي۔

سرکار جو حضرت سلیمان علیہ السلام سے بھی زیادہ بلند رتبہ رکھتے ہیں اگر آپ کی نسبت معراج جسمانی ہونا بیان کیا جائے تو کون سی تعجب کی بات ہے ہم اپنی آنکھوں سے ایک پلک مارنے پر آسمان اتنی مسافت کی پتھر کو دیکھ سکتے ہیں تو سرکار کا جسم مبارک جو ہمارے آنکھوں سے بدرجہا بتر ہے کیا عجب ہے کہ آپ کو جسمانی معراج ہوا ہو اور ایسے مقام پر آپ تشریف لے گئے ہوں جہاں حضرت جبرئیل کی گزربھی محال ہے۔ قرآن شریف ایک ہی رات کے کچھ حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سرکار کا تشریف لیجانا ثابت ہے پس مسجد اقصیٰ سے بارگاہ الہی تک پہنچنا کوئی تعجب کی بات ہے۔

بہر حال سرکار کی تعریف میں یہ مصرعہ نہایت اچھا ہے :-

ابو بکرؓ سے کہہ دینا کہ لوگوں کو نماز پڑھاویں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ نے نماز عصر پڑھائی حضورؐ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا مَا صَبَّ اللَّهُ فِي صَدْرِي شَيْئًا إِلَّا صَبَّتَهُ فِي صَدْرِي بَكْرٍ مِثْلَهُ كَذَابٍ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور حضورؐ اقدس کی جناب میں خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ آدھا ملک آپ کا ہے آدھا میرا ہے اس کا جواب سرکارؐ نے یوں دیا ”مگر رسول اللہؐ کی طرف سے مِثْلَهُ کَذَابٍ کو معلوم ہو کہ ملک اللہ کا ہے جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بناتا ہے اور انجام پر ہیزگاروں ہی کے لئے ہے اس کے بعد سرکارؐ بیمار ہو گئے اور اس کے موقعہ کی تدبیر کئے بغیر انتقال فرمایا ۱۱؎ صدیق اکبرؓ نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ کو مِثْلَهُ کی طرف بھیجا انہوں نے اس کا کام تمام کر دیا تمام جماعت متفرق ہو گئی ان میں سے بعض نے توبہ کی سرکارؐ کے بعض صحابہ نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ مرتدوں پر فوج کشتی کرنے میں آپؐ نے ایک نبیؐ سا کام کیا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ وجہ کوفہ میں منبر پر کھڑے ہوئے اپنے عہد خلافت میں فرماتے تھے کہ اس امت میں سب سے بہتر ابو بکرؓ ہیں اور ان کے بعد عمرؓ رضی اللہ عنہما۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ رسول اللہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق

آپ کا نام عبداللہ اور لقب صدیق اور عتیق اور کنیت ابوبکر ہے معمر لوگوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا سرکار نے فرمایا کہ میں جس کسی کو اسلام لانے کو کہا تو اُس نے بخشش کی یا جھٹلایا مگر ابوبکرؓ سے جو کچھ میں نے کہا فوراً قبول کر لیا اور میری تصدیق کی سرکار نے فرمایا جتنا مجھے ابوبکر صدیق کے مال سے نفع پہنچا ہے کسی اور کے مال سے نہیں پہنچا بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر کے پاس چالیس ہزار درہم یا دینار تھے جس کو آپ نے اشاعت و امداد اسلام میں صرف کیا حضور نے فرمایا کہ میں سب کا احسان انا رکچکا ابوبکر کا احسان البتہ باقی ہے اس کا بدلہ قیامت کے روز خدا دے گا تمام علماء کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک ہی میں امام ہونے کے قابل مانے جاتے چنانچہ ایک مرتبہ قبیلہ بنی عمر میں کچھ فساد ہو گیا تھا بعد نماز ظہر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور حضرت بلالؓ کو فرما گئے تھے کہ اگر نماز عصر تک اُن کو قتل

لو مبارک ہو تمہیں صدیق کہتا ہے خدا (دیگر) اس سے بڑھ کر اور کیا ہو مرتبہ صدیق کا
 ذی ہمت و مجاہد و صدیق و یارِ غار جان باز زہد کیش و فدا دار جان نثار
 دستورِ اعظم بنی آسمان و قار شاہِ گداز ابو بکر نامدار
 سرِ دفترِ صحیفہٴ فضل و کمال تھے دیباچہٴ حدیقہ و جاہ و جلال تھے
 خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے جو خطبہ دیا ہے اس کے چیدہ فقر
 حسب ذیل ہیں۔

”لوگو اب میں تمہارا سردار مقرر ہو چکا ہوں اگر میں صحیح کام کروں تو
 میری حمایت کرو اور اگر غلطی کروں تو اصلاح دو پس جب تک کہ میں خدا
 اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تم بھی میری اطاعت کرو اور جب میں
 ان کی نافرمانی کروں تب میری اطاعت تم پر واجب نہ ہوگی۔“

حضرت صدیق اکبرؓ کا زمانہٴ خلافت باوصفیکہ صرف دو سال میں پہنچے
 کارِ تاناہم بصرہ کو فہ و مشق کے سوائے اور محالک بھی زمانہٴ خلافت میں فتح ہوئے
 ۲۲۔ جمادی الآخر ۳ؓ ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا جناب
 علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور فرمایا کہ آج خلافت اور نبوت کا خاتمہ ہو گیا
 ابو بکرؓ بارگاہ رسالت میں سب سے زیادہ بلند مرتبہ اور سب سے زیادہ مقرر

سرکار کے مرض الموت میں آپ ہی کے حکم سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھائی اس سے خود تپہ چلتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے جانشین ہونے والے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے اللہ کی قسم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کتاب اللہ میں مذکور ہے فرمایا اللہ تعالیٰ وَاِذَا سَأَلَ النَّبِيُّ الْاٰیٰهَ - ترجمہ اور جب بطور راز کے نبی نے اپنے بعض ازواج سے ایک بات کہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ بات یہ تھی کہ آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تمہارے باپ اور عائشہ کے باپ میرے بعد لوگوں کے حاکم ہوں گے مگر خبردار کسی سے اس کو بیان نہ کرنا۔ اس حدیث کو واحدی نے بیان کیا اس کی بہت سی سندیں ہیں جن میں سے بعض ریاض النضرہ میں مذکور ہیں از لہ الخفا۔

کیوں نہ ہو صدیق کیسے تھے رفیق و جانشین	جن کو قرآن میں خدا نے خود کہا ہے یا رفا
سب سے پہلے آپ نے ایمان کیا تھا آشکار	ایک دم بھی ساتھ حضرت کا نہ چھوڑا نہ ہٹا
دیکھو نوح البلاغۃ میں لکھا ہے یا نہیں	کہتے تھے صدیق کو افضل امیر المومنین
یہ لقب صدیق کب لائے جبرئیل امین	ہنس کے فرمانے لگے محبوب رب العالمین

بنی وہاں سے سرگ گئیں تو السلام علیکم یا صاحب رسول اللہ کی آواز آئی
اس کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔

امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اکابر تابعین اور بزرگ ترین فقہائے مدینہ سے ہیں آپ کی
پھوپھی حضرت عائشہ صدیقہ رنہ کے محل میں آپ کی تربیت ہوئی یحییٰ بن معاذ
فرماتے ہیں کہ مدینہ میں آپ سے بڑھ کر کسی کو فقہ حدیث تفسیر اور علوم
طریقہ میں نہیں دیکھا عمر ابن عبد العزیز رحمہ فرماتے ہیں کہ اگر خلافت کا کام
میرے اختیار میں ہوتا تو امام قاسم کے تفویض کرتا آپ کی عمر سو برس سے
زیادہ تھی سلسلہ میں ہشام بن عبد الملک کے زمانہ میں انتقال ہوا۔
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے فیض حاصل کیا اور
دوسری طرف سلسلہ بہ سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی امام جعفر صادق
استفادہ کیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ لی

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی شہر اصفہان کے باشندے تھے آپ کی عمر ڈھائی سو سال سے زیادہ تھی آپ کے والد آتش پرست تھے آپ نے سرکار کے ہاتھ پر اسلام لانے کا شرف حاصل کیا حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ سرکار نے فرمایا ”السباق اربعةً انا سابق العرب وجیب سابق الروم وسلمان سابق الفرس وبلال سابق الحبشہ اور آپ کے حق میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان منا اهل البیت حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں مدائن کا حاکم مقرر کیا تھا حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ خلافت میں مدائن ہی میں ۳۳ ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا حضرت صدیق اکبرؓ سے آپ کو فیض پہنچا ہے جب آپ کا زمانہ انتقال قریب پہنچا تو آپ نے اپنی بی بی سے فرمایا کہ تمہارے پاس جو تھوڑی سی مشک تھی وہ لاؤ اور اطراف چھڑک دو یہاں اب ایسے بزرگ آنے والے ہیں جو انسان سے ہیں نہ جنات سے جب مشک چھڑک کر

فیض صحبت سے فائدہ پائے عظیم حاصل فرمائے۔ تاریخ انتقال ۵ ابر ۱۲۹۱ء ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

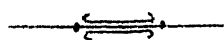
آپ کا لقب سلطان العارفين ہے جناب امام جعفر صادق کے بزرگتر خلفاء سے ہیں آپ کے حق میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رہنے فرمایا کہ ہم میں بایزید ایسے ہیں جیسے فرشتوں میں جبریل علیہ السلام آپ کی والدہ نے قرآن شریف کی تعلیم کے لئے ایک معلم کو مقرر کیا وہاں آپ قرآن شریف پڑھتے تھے جب اس آیت پر آپ پہنچاں اشکری ولو اللہ آپ نے معلم سے معنے دریافت کیا جب انہوں نے معنے بیان کیا تو آپ والدہ صاحبہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ دو کی خدمت ایک سے نہیں ہو سکتی کسی ایک کی خدمت کرنے تیار ہوں والدہ نے اپنی خدمت معاف کی اور فرمایا کہ تم خدا ہی کی خدمت کرتے رہو پس بایزید اپنے وطن بسطام سے نکلے تیس سال تک جنگلوں میں پھرتے اور ریاضت کرتے

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو اسماعیل اور لقب صادق ہے اہل بیت کرام سے چھٹے امام ہیں آپ کی والدہ حضرت امام قاسم کی صاحبزادی تھیں آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ششم میں ہوئی خلیفہ منصور نے دربان کو حکم دیا کہ جب امام جعفر صادق میرے پاس آویں تو دیکھتے ہی ان کو قتل کر دو امام جعفر رضی اللہ عنہ منصور کے پاس تشریف لائے اور بعد ملاقات واپس گئے منصور نے دربان کو بلایا اور سخت تنبیہ کی اس نے بحلف عرض کیا کہ امام جعفرؑ کو میں نے دیکھا ہی نہیں حالانکہ میں دروازے پر منتظر حکم تھا خبر نہیں ہوئی کہ کب آئے کب گئے۔

ابو النضر کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور دیکھا کہ لوگ امام جعفر صادق سے ملنے جا رہے ہیں میں بھی بحالت جنابت ان لوگوں کے ساتھ گیا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اہل بیت نبویؑ کے گھر میں بحالت جنابت آنا مناسب نہیں ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ کی

عجب طاری ہو کر مرید بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا نماز سے لوگ فارغ ہو گئے
و رطب عالم تشریف لے گئے سنہ وفات ۴۲۵ ہجری ہے

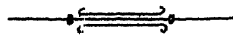


حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام فضیل بن محمد ہے مضافات طوس سے فارمد ایک قریہ ہے
آپ وہاں کے باشندے اور ابوالقاسم قشیری کے شاگرد ہیں خراسان کے
شیخ الشیوخ اور فرد وقت تھے آپ کا انتساب طریقت میں دو طرف سے
ایک حضرت ابوالقاسم گورگانی طوسی اور دوسرے شیخ المشایخ حضرت خواجہ
ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

آپ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز لکھنے کی غرض سے دوات میں
قلم ڈالا ہر چند کوشش کی گئی روئنائی اس کو مس نہیں کرتی اپنے استاد سے اس کا
خیال ظاہر کیا فرمایا لکھنا چھوڑ دو اور اپنے کام میں مشغول ہو جا۔ ایک روز
شیخ ابوالقاسم غسل خانہ میں غسل فرما رہے تھے میں بھی چند ڈول پانی کے
کھینچ کر غسل خانہ میں پہنچا دیا آپ نے فرمایا اے ابوعلی ابوالقاسم نے

ایک سوتیرہ بزرگوں کی خدمت کی آخر حضرت امام جعفر رض سے فیض تام آپ نے حاصل کیا عمر شریف ۳۳ سال کی تھی ۱۵ شعبان ۲۱۱ھ میں انتقال ہوا



حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

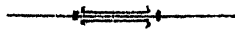
آپ کا اسم مبارک علی بن جعفر اور سکونت خرقان ہے اپنے زمانہ کے آپ غوث و قطب تھے حضرت بایزید بسطامی سے فیض پہنچا صاحب تذکرۃ الاولیاء فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ ابوالحسن رحمۃ اللہ کے مریدوں سے ایک مرید نے اپنے شیخ سے اجازت چاہی اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کوہ نیا کو جا کر قطب عالم کی زیارت کرتا ہوں شیخ نے اجازت دی مرید بہر مشقت وہاں پہنچا دیکھا کہ وہاں مجمع عظیم ہے اور ایک جنازہ دھرا ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ قطب عالم کے آنے کا انتظار ہے قطب عالم بچو گانہ نماز کے لئے تشریف لائے اور امامت کرتے ہیں مرید بہت خوش ہوا اور کہا کہ جس غرض سے آیا ہوں میری امید پوری ہوگی اس اثناء میں قطب عالم تشریف لائے لوگ تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے مرید دیکھتا کیا ہے کہ قطب عالم اس کے مرشد حضرت خواجہ ابوالحسن ہیں

فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حالات بزرگان دین کے چند اوراق میری نظر سے
 گزرے میں خیال کیا کہ اس کے اور اوراق اگر مجھے مل جائیں اور مصنف کا
 نام معلوم ہو جائے تو بڑی مسرت ہوگی اتفاقاً خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا
 جو نہایت مقدس صورت فرشتہ سیرت تھے مجھ سے فرمایا کہ میں خواجہ
 یوسف ہمدانی ہوں اور وہ اوراق میری کتاب زینۃ المنازل کے ہیں جس سے
 مجھ کو بڑی مسرت ہوئی آپ نے بقول صاحب رشحات کے ۳۵۰۰۰
 انتقال فرمایا۔

حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کے خلفائے خاص اور خواجگان
 نقشبندیہ عالیہ کے سر حلقہ اور پیشوا ہیں آپ کا مولد شہر غجدوان ہے بخارا
 وہاں سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے آپ کے پدر بزرگوار کا نام عبد الجلیل
 حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ بائیس سال کی عمر میں خضر علیہ السلام
 مجھ کو بمقام ماوراء النہر حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کے تفویض فرمایا اور

ستر سال میں جو چیز حاصل کی تو نے ایک ہی ڈول میں حاصل کر لیا فرماتے ہیں کہ عرصہ دراز تک مجاہدہ میں مشغول ابوالقاسم قشیری کی خدمت میں حاضر رہا پھر آپ کی اجازت سے ابوالقاسم گورگانی کی خدمت میں آیا اور فیوض حاصل کرنے میں مصروف رہا اور پھر اپنی دلی خواہش کے لحاظ سے حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کی خدمت میں پہنچا اور حد و حساب سے زیادہ پایا ستم میں آپ نے انتقال کیا۔



حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ

آپ کی ولادت ۳۸۴ھ ہجری میں ہوئی ہے آپ کے والد کا نام ایوب اور کنیت ابویقوب اور وطن ہمدان ہے اور نسبت ارادت شیخ ابوعلی فارمدی رح سے ہے پندرہ سال کی عمر میں ہمدان سے بغداد تشریف لے گئے مولانا ابواسحاق سے علم فقہ و حدیث و تفسیر کی آپ نے تکمیل کی مذہب حضرت امام ابوحنیفہ رح اختیار فرمایا اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بھی حاضر ہو کر استفادہ کیا شیخ نجیب الدین بغش شیرازی

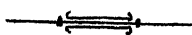
خرقہ خلافت خاص حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی نے اپنے ہاتھ سے
پہنایا اور اپنی حیات تک مرشد کی خدمت میں حاضر رہے بعد وفات مرشد کے
سجادہ ارشاد پر بیٹھ کر طالبانِ حق کی تلقین میں مصروف رہے۔

حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ عارف ریوگری کے اجل اصحاب اور افضل احباب
اور اعظم خلفاء سے ہیں آپ کا مولد قصبہ الخیر فغن ہے جو شہر بخارا سے تین سو
پروانچ ہے آپ کا ارشاد ہے کہ ذکر جہر اس شخص کو سزاوار ہے کہ اس کا
دل ریا سے اور زبان اس کی دروغ اور غیبت سے اور حلق اس کا لقبہ
حرام سے اور آنکھ اس کی نظربد سے محفوظ رہے بقول صلیب سفینۃ الاولیاء
سال وفات ۸۵۸ھ ہے اور بروایت تذکرۃ الاصفیاء ۸۵۸ھ میں آپ نے
انتقال کیا۔

میں نے آپ سے مستفید ہوا اور مقصد حاصل کیا صاحب رشتات فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عبدالخالق ہر روز ایک وقت کی نماز خانہ کعبہ میں ادا فرماتے ہیں اور پھر وہاں سے واپس تشریف لاتے ہیں۔

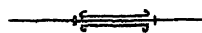
آپ نے اپنے فرزند کے نام چوہصیت نامہ تحریر فرمایا ہے اس میں ادب و تقویٰ و اتباع شریعت و حصول علم حدیث و تفسیر و فقہ کی ہدایت یہ بھی ایما فرمایا گیا ہے کہ صوفیان جاہل سے پرہیز کرو اور دوسرے کو چھوٹا اور حقیر نہ جانو خود کو دوسرے سے بہتر نہ سمجھو آپ کا انتقال ۸۷۷ھ ہجری میں ہوا۔



حضرت خواجہ عارف یوگرہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے خلیفہ خاص ہیں علم و حلم و تقویٰ و ریاضت و عبادت و متابعت سنت میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے عم بطویل آپ نے پانی ۸۷۷ھ ہجری میں انتقال ہوا مدفن آپ کا قصبہ ریوگرہ جو بخارا سے چھ فرسنگ پر واقع ہے۔

اس لغزش کی نوبت نہ آتی تھی آپ نے بتایا ۲۸ ذیقعدہ ۱۰۷۲ھ
انتقال فرمایا ہے۔



حضرت خواجہ محمد بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ غریبان کے خلفائے نامدار سے ہیں برسوں پہلے
روشن ضمیر کی خدمت میں حاضر رہ کر فائدہ ہائے عظیم حاصل فرمائے صاحب
رشحات فرماتے ہیں کہ خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کو آپ نے اپنی فرزندگی میں
قبول فرمایا اور تعلیم و تربیت بھی اپنے ذمہ لی خواجہ صاحب کی ولادت کے
قبل جب آپ کو شک ہنود سے گزرے تو فرمایا کہ اس خاک سے ایسی
ہستی کی بوائی ہے جو آئندہ امام طریقت ہوگا اور قریب ہے کہ قصر ہند و ویاں
قصر عارفان ہو جائے۔ خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے تولد کے تیسرے روز
جب آپ کا گذر اس طرف سے ہوا تو فرمایا کہ اب بوزیادہ ہو گئی ہے۔
معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص تولد ہو گیا ہے جب اس کی اطلاع آپ کے جد
بزرگوار کو پہنچی تو خواجہ بہاء الدین کو لیکر حاضر ہوئے آپ نے غایت مہربانی

حضرت عزیزان خواجہ علی امینتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا لقب سلسلہ خاندانی میں خواجہ عزیزان علی ہے مولد شریفی صنف
رام تن ہے جو بخارا سے قریب تر ہے آپ کا کسب یافتگی تھا محض قوت
حلال کی غرض سے اس پیشہ کو آپ نے اختیار فرمایا تھا مولانا جامی فرماتے ہیں
بعض بزرگوں سے سنا ہوں کہ مولانا روم رح کی غزل میں اشارہ حضرت
عزیزان علی را امینتی سے ہے ۵

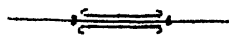
گر نہ علم حال فوق قال بودے کے شدے

بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را

شیخ بدر الدین ہمدانی نے حاضر خدمت ہو کر پوچھا کہ واذکر واللہ
ذکر اکتیدا سے ذکر جہر مراد ہے یا خفی آپ نے فرمایا کہ مبتدی کے لئے
ذکر جہر اور منتہی کے لئے ذکر خفی۔

آپ نے فرمایا کہ حسین بن منصور سے جو لغزش ہوئی اس وقت
اگر خواجہ عبدالحق عجدوانی کے مریدوں سے کوئی مرید وہاں ہوتا اور وہ مدد

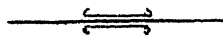
دڑے اور قدموں پر گر گئے اور آپ کے ساتھ ہو گئے خانقاہ میں پہنچنے پر
 آپ مرید ہو گئے۔ ۸۔ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ ہجری یوم پینسنبہ وقت نماز صبح
 آپ نے انتقال فرمایا۔



قطب العارفین امام الطریقۃ خواجہ خواجگان پیر خواجه بہاء الدین محمد نقشبند رحمہ

آپ امام طریقت اور پر حقیقت و مقتدائے شریعت اور پیشوائے
 اہل سنت و الجماعت ہیں پچپن سے خرق عادات آپ سے ظاہر ہوتے
 مولانا جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس طریقہ میں تھوڑے عرصہ میں فتوح
 کثیر حاصل ہوتے ہیں لیکن رعایت متابعت سنت بہت بڑا کام ہے
 اور جو شخص ہمارے طریقہ سے منہ پھیرے اس کے دین کا خطرہ ہے آپ کو
 شرف سیادت بھی حاصل تھا چند واسطہ سے سلسلہ نسب حضرت امام
 جعفر صادق رحمہ تک پہنچتا ہے مولانا جامی فرماتے ہیں کہ اس خاندان کے
 سلسلہ میں حضرت خواجہ محمود غنوی سے حضرت امیر کلال رحمہ تک ذکرِ جہر و خفی
 دونوں جاری تھے لیکن حضرت خواجہ بہاء الدین رحمہ کے وقت سے ذکرِ خفی

فرمایا کہ یہ لڑکا پھر اسے اور حاضرین سے کہا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی بوہم کو محسوس ہوئی تھی ایک روز وہ آنے والا ہے کہ یہ لڑکا مقدمائے وقت اور امام طریقت ہوگا آپ نے ۷۵۰ء میں انتقال فرمایا۔



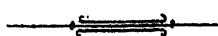
حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت بابا سماسی کے اکمل اور افضل خلیفہ سے ہیں آپ کو شرف سیادت بھی حاصل ہے ایک روز کا واقعہ ہے کہ ابتدائی زمانہ میں کشتی کا ڈنگل حضرت میر نے قائم کیا تھا اور ہزار ہا لوگ گرد و پیش جمع تھے اتفاقاً اس طرف سے حضرت بابا سماسی کا گذر ہوا آپ اس کے دیکھنے میں تھوڑی دیر ٹہرے لوگوں کو حیرت ہوئی کہ حضرت اس قسم کے مجمع میں کھڑے ہیں حضرت بابا سماسی اس خطرہ سے واقف ہو گئے فرمایا کہ اس مجمع میں ایک ایسا شخص ہے جو اس کی صحبت و ہم نشینی سے بہت سے لوگ کمال کو پہنچیں گے چاہتا ہوں کہ اس کو اپنے دام میں لاؤں اس اثنا میں امیر کلال کی نظر خواجہ صاحب کی جانب پڑی غایت جذب اور کشش سے امیر کلال حضرت صاحب کی طرف

آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ کے طریقہ میں ذکرِ چہ اور خلوت نہیں ہے
ارشاد ہوا کہ ہمارے طریقہ کی بنیاد بظاہر باخلق و بباطن باحق ہے اور یہ شعر پڑھا

شعر

از ورون شو آشنا و از برون بگانش اینچنین نیاروش کم می بود از دہان
آپ نے ۳ ربیع الاول ۱۰۹۱ھ میں انتقال کیا۔



حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ اعظم خلفاء و سجادہ نشین حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے
ہیں دامادی کا شرف بھی آپ نے حاصل کیا جب آپ کا انتقال ہوا اور
مدفون ہوئے تو اسی شب میں ایک مرید نابینا درویش کے خواب میں آپ
تشریف لائے اور فرمائے کہ خدائے تعالیٰ کی جانب سے حد و حساب سے
زیادہ نعمت مجھے مرحمت ہوئی ہے اپنی درجہ اس کا یہ ہے کہ مجھے حکم دیا گیا
کہ میری قبر سے چالیس فرسنگ تک جو شخص زمین میں دفن ہوگا میری شفا
بخشا جائے گا۔ ۳۰ ربیع الثانی ۱۰۸۲ھ میں انتقال ہوا۔

جاری ہوا ایک دفعہ امیر کلالؒ کے اصحاب کی موجودگی میں ذکرِ جہر جاری تھا حضرت خواجہ صاحب اس مجلس سے برخاست فرمائے لوگوں نے حضرت امیر کلالؒ سے اس کی شکایت فرمائی آپ خاموش رہے جب کثرت سے اصحاب طریقت جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا ہا، الدین کی شکایت کیوں کیجاتی ہے وہ بفرمان الہی ذکرِ خفی اختیار فرمایا ہے۔

اور حضرت امیر کلالؒ رحم نے خواجہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے اپنے پیر روشن ضمیر کے حکم سے آپ کی تعلیم و تربیت کی اب آپ کا مرغِ قابلیت بلندی پر پرواز کر رہا ہے اس لئے اجازت ہے کہ کسی بلند مرتبہ شخص سے آپ استفادہ کریں میرے پاس جو کچھ تھا ان سب امور کی تعلیم ہو چکی غرض آپ وہاں سے رخصت ہو کر سات سال تک مولانا غارؒ اور بارہ سال تک خواجہ خلیل کی خدمت میں حاضر رہ کر استفادہ کیا اس کے بعد حرمین الشریفین کے سفر کی سعادت حاصل کی آپ کے ساتھ حضرت خواجہ محمد پارساؒ تھے۔

حضرت نقشبندؒ رحم کا طریقہ مطابق شریعت شریف تھا آپ نے مذہبِ خفی اختیار فرمایا۔

حضرت ناصر الدین خواجہ عبداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

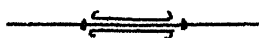
اگرچہ آپ نے بہت سے بزرگان دین اور پیران طریقت سے فیض حاصل کیا لیکن حضرت خواجہ یعقوب چرخي رح سے طریقت میں کامل تنفہ کیا اور بعد تحصیل علوم ظاہری کے تاشقند سے سفر کر کے سمرقند اور بخارا گئے اور حضرت شاہ نقشبند رح کے بہت سے خلفاء سے آپ نے فیض صحبت حاصل کیا۔

مولانا جامی آپ سے بہت اخلاص اور عقیدت رکھتے تھے چنانچہ چند کتابیں آپ کے نام سے تصنیف فرمائیں۔ اور آپ کو بجائے اپنے پیر کے سمجھتے تھے حضرت خواجہ صاحب بھی کمال محبت سے پیش آتے تھے تین دفعہ مولانا جامی نے آپ سے شرف ملاقات حاصل کیا جب تیسرے دفعہ ملاقات ہوئی اور آپ کو حضرت خواجہ صاحب نے دیکھا تو فرمایا۔

محاسن سفید گردید۔ مولانا جامی نے فی البدیہہ یہ شعر کہا۔
پیرانہ کسر شیدم سرور رہ سگانت موئے سفید کردم جاروب آستانت

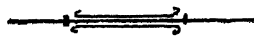
حضرت مولانا یعقوب چرخي رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت شاہ نقشبند رح کے خلفاء و اصحاب خاص سے تھے فرماتے ہیں کہ اول با جب حضرت شاہ نقشبند رح کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کی خواہش کی تو جواب ملا کہ میں از خود کوئی کام نہیں کرنا آج کی رات استخارہ کیا جائے گا اگر حکم ہوگا تو بیعت میں لوں گا غرض حضرت شاہ نقشبند رح کے اس ارشاد سے سخت پریشانی میں شب گزری صبح کو ارشاد ہوا کہ تمہاری درخواست منظور ہے۔ اس کے بعد بیعت و تلقین سے سرفراز کر کے خواجہ علاء الدین کے تفویض کیا گیا وہاں میں نے سب مراتب کی تکمیل کی اور حاصل کیا میں جس قدر چاہتا تھا۔ آپ نے ۱۵۸۷ھ میں انتقال فرمایا۔

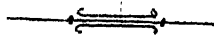


حضرت مولانا خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولانا محمد زاہد رحمہ کے نامور اور مشہور خلفاء سے ہیں جامع علوم
ظاہری و باطنی و واقف رموز صوری و معنوی تھے بیعت سے پندرہ سال پہلے
زہد و ریاضت میں آپ نے اپنا زمانہ گزارا اور بحالت تنہائی بے خور و خواب
ویرانوں میں پھر کرتے تھے ایک روز سخت بھوک کی حالت میں آسمان کی طرف
منہ کیا خضر علیہ السلام پہنچے اور فرمایا کہ اگر صبر اور قناعت مطلوب ہے ۔
خواجہ محمد زاہد کی خدمت میں حاضر ہو تجھ کو صبر و قناعت کی تعلیم دیں گے۔
پس آپ حسب ہدایت خضر علیہ السلام کے خواجہ محمد زاہد کی خدمت میں پہنچے
اور تکمیل مراتب فرمائے اور بعد وفات اپنے مرشد کے مسند ارشاد پر تشریف
رکھے آپ کا سال وفات ۱۲۹۷ھ ہجری ہے۔



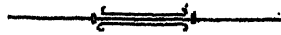
ولادت باسعادت آپ کی رمضان ۸۰۵ھ میں ہوئی اور ۲۹ ربیع الاول
۸۹۵ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔



حضرت مولانا محمد زاہد ولی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے زمانے کے علما، اور بزرگترین مشائخ طریقہ عالیہ نقشبندیہ سنی
زہد و تقویٰ اتباع سنت مبارک میں ممتاز فرد تھے چند سال تک آپ نے
اس قدر ریاضت فرمائی کہ بیونا اور آرام پانا شب کا ترک فرما دیا تھا آخر ایک
روز حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحم نے آپ کو بیعت سے سرفراز فرما کر ایک ہی
روز میں خرقة اجازت و تلقین مرحمت کیا۔

آپ نے ۹۳۶ھ میں انتقال فرمایا۔



حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ بزرگان وقت و مقتدرائے زمانہ سے تھے نسبت اویسی حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند سے اور نسبت ظاہری حضرت خواجہ اکنگلی سے رکھتے تھے اور روحانیت کے ذریعہ سے خواجہ عبید اللہ احرار سے فائدہ ہائے عظیم حاصل فرمائے اوّل میں کابل سے سمرقند تشریف لے گئے بعد تحصیل علوم ظاہریہ علوم باطنی کی جانب توجہ فرمائی اور کامل ترین شیوخ سے ہوئے اور صاحب تصانیف متعددہ تھے۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ نے امام کے پیچھے الحمد کپڑا شریع کیا اس ابتداء میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ کی روح پر فتوح ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ میرے مذہب میں بہت سے علما و چھوٹے بڑے گزرے ہیں بہوں نے باتفاق علما دین امام کے پیچھے الحمد کپڑا ترک کیا ہے پس آپ کو بھی اس پر عمل کرنا چاہیئے آپ نے ۲۶ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ ہجری میں انتقال فرمایا عمر پندرہ وار دہلی میں ہے۔

حضرت مولانا خواجه محمد املنگی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولانا درویش محمد کے فرزند اور خلیفہ تھے باپ ہی سے تربیت
ظاہری و باطنی حاصل فرمائی قصبہ املنگ میں جو مضافات سمرقند سے ہے
آپ سکونت پذیر تھے اپنے انتقال سے پہلے ایک خط اپنے خلیفہ حضرت
خواجہ محمد باقی کے نام تحریر فرمایا تھا جس کے آخر میں دو بیت تحریر فرمائے تھے

۵

زمان تازماں مرگ یاد آیدم
ندام کنوں تاچہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا
وگر ہرچہ پیش آیدم شایدم
مستثنیٰ میں آپ کا انتقال ہوا۔

علماء کرام سے ہیں۔

شیخ مجدد صاحب رحم سے جھگڑتے تھے ایک روز اتفاقاً بغرض ملاقات گیا اور حضرت مجدد صاحب کے کرامات کا ذکر کیا جناب عبدالحق صاحب محمد انکار فرمایا میں جواب دیا کہ بزرگوں کے ساتھ بدگمانی گناہ ہے آپ میں اور ہمارے میں قرآن شریف مضاف ہے تجدید و ضو کر کے قرآن کھولیں گے سرورق جو مضمون نکلے گا وہ اس معاملہ سے متعلق ہوگا غرض جناب محدث صاحب نے قبول فرمایا بعد تجدید و ضو قرآن شریف کھولا گیا اس کی یہ آیت نکلی رجال لا تہیہم تجارت ولا بیح عن ذکر اللہ ۛ

اس کے بعد علامہ موصوف تائب ہوئے اور پھر کوئی نزاع برپا نہیں ہوئی اور بدگمانی جاتی رہی جناب مجدد صاحب کی طرف سے مخالفین نے جہانگیر بادشاہ کو بدظن کرادیا آصف جاہ وزیر سلطنت نے یہاں تک جہانگیر سے کہا کہ آپ حضرت مجدد کی طرف سے ہوشیار رہنا چاہیئے ان کا اثر نہ صرف ہندوستان میں ہے بلکہ ایران توران بدخشان میں بھی ہے ان خبروں سے بادشاہ گھبرایا اور آپ کے قید کارادہ کیا لیکن قید کرنے سے پہلے ان اراکین سلطنت کو جو حضرت مجدد صاحب کے معتقد تھے اکبر آباد سے ہٹا دیا اس طرح کہ خان خانان

امام الطریقہ حضرت شیخ احمد رومی سہروردی امام ربانی مجدد و ثانی

آپ علمائے اسحقین اور صوفیائے کاملین سے تھے ایک روز بعد نماز صبح مسجد میں حلقہ فرما کر تلقین مریدوں میں مصروف تھے شاہ اسکند کہتے ہیں کہ میں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرقہ مبارک آپ کے سر مبارک پر ڈال دیا آپ بحر انوار قادیان میں مستغرق ہو گئے اس وقت آپ نے خیال فرمایا کہ میں تو خاندان عالی شان نقشبندیہ کامرید ہوں ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیران کبار رنجیدہ ہوں اس خطرہ کے ساتھ ہی آپ نے دیکھا کہ حضرت غوث اعظم رحمہ اور حضرت شاہ کمال کتیلی رحمہ اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ وغیرہ پیران کبار شریف لائے اور ہر بزرگ کا یہی ارشاد ہوا کہ شیخ احمد ہمارا ہے غرض تمام حضرات اپنے اپنے طریقوں کے فیوض سے سرفرازی بخشی اور عنایتوں سے مالا مال کیا اس روز نماز صبح سے ظہر تک آپ کا استغراق تھا۔

شیخ عبدالحق سہروردی نے فرمایا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جو دہلی کے

(۳) گناؤں کشتی کے اندر اس کے جو احکام جاری ہیں وہ منسوخ کئے جائیں

(۴) خادمان شرع مثلاً قاضی محتسب مفتی مقرر ہوں۔

(۵) جزیہ لیا جائے۔

(۶) احکام مشرّع کی ترویج ہو اور بدعتیں رفع کی جائیں۔

(۷) سیاسی قیدی رہا کئے جائیں۔

پادشاہ نے یہ سب شرطیں منظور کیں اور حضرت مجدد صاحب ر ۷
بڑی عزت و احترام سے رہا کئے گئے۔

دربار عام کے سامنے مسجد بنائی گئی اس مسجد میں بادشاہ نے

حضرت مجدد رحم کے پیچھے نماز پڑھی اور اپنی پہلی خطاؤں سے بہت منفعیل ہوا

وزیر نے حضرت مجدد رحم کے اثر کم کرنے کے لئے عیسائیوں کے علماء کو پیش کیا

اس زمانہ میں یورپ کے تجار اور ان کے ساتھ یورپ کے مذہبی علماء کی آمدورفت

ہندوستان میں جاری ہو گئی تھی دربار شاہی میں ایک روز علماء عیسوی اور

حضرت مجدد رحم کے درمیان مباحثہ ہوا منجملہ اُن کے ایک بات یہ بھی تھی عیسیٰ

علماء نے کہا "آپ حضرت محمد کی رسالت عیسائیوں اور مسلمانوں میں تنازعہ فقیہ

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت متفق علیہ ہے تو سلطنت کا مذہب کیوں نہ وہ

دکن سید صدر جہاں کو پورب خان جہاں لودی کو مالوہ خان اعظم کو گجرات اور
 مہابت خان کو کابل کا حاکم مقرر کر کے روانہ کر دیا اور اس کے بعد ذریعہ خط کے
 حضرت مجددِ رح کو سرچند سے طلب کر کے گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کر دیا قید
 خانے سے پہلے عقائد کے متعلق جو بدگمانیاں پیدا ہوئی تھیں انہیں حضرت مجد
 رفع کر دیا لیکن حضرت مجددِ رح نے سجدہ تعظیمی کرنے سے انکار کیا حتیٰ کہ بادشاہ
 سامنے ذرا جھک کر بھی آداب بجالانا پسند نہیں کیا اور اس جرم میں وہ نہرِ او
 قید ٹھہرے حضرت مجددِ رح کا بیان تھا کہ اس قید نے آپ کو تزکیہ نفس میں بڑا
 فائدہ پہنچایا حضرت مجددِ رح کے مریدوں اور معتقدین نے نظر بندی کی خبر سن کر
 باہم خط و کتابت شروع کی اور مہابت خان کو اپنا سرور تجویز کر کے علم بتاوا
 بلند کیا دوسرے ولایتوں کے حکمران بھی ہمدرد اور وہاں سے بھی مدد پہنچی۔
 بادشاہ گھبرایا اور شہزادہ خرم (شاہ جہاں) کی سفارش سے حضرت مجددِ رح کی
 رہائی کا حکم دیا اور اپنے پاس طلب کیا حضرت مجددِ صاحب نے سات طہریں
 حاضری کے لئے پیش کیں۔

(۱) سجدہ تعظیمی موقوف ہو۔

(۲) مسجدیں آباد ہوں۔

کے روشہ میں ہے۔

داراشکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں اپنے استاد کا مرید ہونا لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ میرے استاد بہت چھان بین کے بعد حلقہ ارادت میں داخل ہوئے غرض آپ مرجع خلائق ہو گئے آپ کی مجلس کی عظمت اور شان تھی کہ وہاں بڑے بڑے متکبروں اور دولتمندوں کو بھی بات کرنے کی جرات نہ ہوتی تھی جہانگیر نور الدین اور شہاب الدین شاہ جہاں دونوں حضرت کے مرید تھے انہیں اثرات سے بعد کو عالم گیر ایک دین دار بادشاہ گذرا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحم نے اپنے بیٹے مولوی نورالحق کی معرفت چند اسرار باطنی کی نسبت حضرت مجدد رحم سے استفسار کیا اس کا جواب بذریعہ تحریر دیا گیا جسے دیکھ کر شیخ عبدالحق رحم حلقہ معقدین میں آگئے۔ ایک عالم نے جو توفیق اور علم باطنی کے خلاف تھا حضرت مجدد رحم کی یہ رائے سن کر کہ ”حقیقت اور طریقت دونوں خادمۂ شریعت ہیں“ فرمایا کہ آج میرے دل سے وہ کدورت رفع ہو گئی جو متشیخ کی طرف سے تھی۔

حضرت مجدد رحم کی عمر ۶۲ برس کی ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ شاید میں ایک سال کا اور مہمان دنیا میں ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۶۳ سال تھی

مذہب ہو جو متفق علیہ ہو حضرت مجدد درج نے جواب دیا کہ اس اصول پر تو تمام
یورپ کو مذہب عیسائی چھوڑ کر مذہب موسوی اختیار کرنا چاہتے اور یہودیت
کو از سر نو زندہ کرنا چاہتے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بالاتفاق حق پر تھے
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام متنازعہ فیہ ہیں یہ سن کر سب کے سب خاموش ہو گئے
اس سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ حضرت مجدد درج اگر جہانگیر کے ساتھ نہ ہوتے تو
جہانگیر کا زمانہ اسلامی حیثیت سے بدتر از زمانہ اکبر ہوتا بظاہر حضرت مجدد درج کا
یہ فیض صحبت تھا کہ جہانگیر کے وقت سے اسلام میں پھر رونق شروع ہوئی
اور حضرت مجدد درج کو اشاعت اسلام کا اچھا موقع ملا مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی
اور مولوی شیخ حمید بن ظکالی جیسے علماء آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے
ہندوستان کے ایک رئیس تربیت خان نے ایک جید عالم سے پوچھا کہ
حضرت مجدد درج کیسے آدمی ہیں اس نے کہا میں صوفیائے کرام کا قائل نہ تھا
مریدوں کی تحریروں کو مبالغہ سمجھتا تھا حضرت مجدد درج کے اوصاف اور اطوار
دیکھ کر نہ صرف حضرت مجدد درج سے میری خوش عقیدگی بڑھی بلکہ گزشتہ
اولیائے کرام کی عظمت بھی میرے دل میں قائم ہوئی اس کے بعد تربیت خان
حضرت مجدد درج کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اُن کی قبر حضرت مجدد درج کے

مجدد الف ثانی کا لقب موزوں خیال کیا ساڑھے تین سو برس کے عرصہ میں سیکڑوں
 علماء فقہاء گزر گئے سب نے حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ کو مجدد الف ثانی مانا ہے
 حاجا ان کی تصانیف میں مجدد الف ثانی لکھا ہوا ہے شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ
 محدث دہلوی شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ کی تصانیف میں آپ مجدد الف ثانی
 یاد کئے گئے ہیں آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں اس لئے
 مجموعہ صفات ہیں۔

حضرت خواجہ محمد معصوم ملقب بے الوثقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد رحمہ کے فرزند اور قطب الوقت و مرشد عصر تھے بعد تحصیل علوم
 ظاہری کے دستار فضیلت حاصل فرما کر علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے اور
 اپنے والد کے فیض صحبت سے عرصہ قلیل میں باوصف نوعمری کے سب سے
 سبقت لے گئے حضرت مجدد رحمہ نے آخر عمر میں اپنے مریدوں کو بغرض تلقین و
 تعلیم آپ کے سپرد فرمائے اور وعائے خیر آپ کے حق میں دیا اور فرمایا قناعت
 اختیار کرو تخت سلطنت سے خانقاہ کا کونہ بویا بہتر ہے اسی وجہ سے شاہ جہان بادشاہ

غالباً اتنی ہی عمر میری ہوگی اس سال دیر تک خواجہ معین الدین چشتی رحمہ کے
 مزار کے قریب آپ نے مراقبہ کیا اور حضرت خواجہ رحمہ کا قبر پوش (غلاف مزار)
 خادموں سے بطور تبرک حاصل فرمایا۔

۲۸ یا ۲۹ صفر ۱۳۳۷ھ کو بعد نماز صبح حضرت مجدد رحمہ نے ۶۳ سال کی
 عمر میں وفات پائی۔

حیدرآباد میں حکیم شفا صاحب کی سچی سے سجدہ چوک میں سالانہ جنار مجتہد
 حجتہ اللہ علیہ کا عرس ہوتا ہے نامور اور قابل لوگوں کی تقریریں ہوا کرتی ہیں۔
 مسلسل چھ سال تک نواب صدیر یا جنگ بہادر شیخ الاسلام نے صدارت فرمائی
 بعض دفعہ نواب فخر یا جنگ بہادر معتمد فینانس کی صدارت سے کارروائی
 آغاز ہوئی سال حال نواب ناظر یا جنگ رکن ہائی کورٹ نے صدارت قبول فرمائی
 نواب بہادر یا جنگ مشہور مقرر اور مولوی میر سیادت علی فاضل پروفیسر جامع
 عثمانیہ کی تقریریں ہوئیں مجدد اللہ گیارہ سال سے اس طریقہ سے کامیاب جلسہ
 ہو رہا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی کی یاد تازہ ہوتی ہے حقیقت میں حضرت
 مجدد الف ثانی نے دین کی بڑی خدمت کی تبلیغ کا جواب کام کیا عامہ خلافت
 آپ کی عظمت کی تمام مثالیں اور فقہاء اور محدثین و متکلمین نے آپ کے لئے

اس لئے علما و دین نے اس کو حرام تصور فرمایا ہے۔ وفات شریف ۱۰۹۸ھ میں ہوئی

حضرت سید نور محمد بد اوئی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم علوم شریعت و طریقت و واقف حقیقت و معرفت تھے
نزدقہ فقر و اجازت کا حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو پہنچایا
دیگر خلفاء حضرت محمد معصوم رحمہ بھی آپ نے استفادہ کیا شریعت مبارک کی
پابندی سختی سے کرتے تھے ایک دفعہ بخلاف سنت بیت الخلا میں سیدھا
پیر رکھا کئی روز تک اس بات کی ندامت آپ کو رہی ایک دفعہ ایک بڑھی
حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ چند روز سے میری لڑکی بے پتہ ہے اس کی
حاضری کے لئے توجہ فرمائی جائے آپ نے فوراً مراقبہ کیا اور تھوڑی دیر کے بعد
فرمایا کہ تیری لڑکی فلاں وقت حاضر ہو جائے گی چنانچہ اسی روز لڑکی آئی اور
کہا کہ ایک جنگل میں جنات کے قید میں تھی ایک بزرگ آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر
یہاں پہنچا دئے ہیں آپ نے ۱۱ ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ میں انتقال فرمایا۔

بلانے پر آپ نے وہاں جانے کا ارادہ فرمایا عرب و عجم میں آپ کے مریدوں کی
تعداد لاکھ سے زیادہ تھی اور نگ زیب عالمگیر بادشاہ آپ کا نہایت معتقد تھا۔
ششم ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا۔

حضرت شیخ سیف الدین بن محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما

آپ حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور جناب مجددِ مہم کے پوتے
علوم ظاہری و باطنی و کمالاتِ صوری و معنوی اور زہد و تقویٰ و اتباعِ شریعت میں
یدِ طولار کہتے تھے نقل ہے کہ ایک دفعہ بوقتِ نصف شب بضرورت اوائے
نوافل تہجد بستر سے اٹھے اور حجرہ کے اوپر تشریف لائے اتفاق سے آواز نے
کی آپ کے کان میں پہنچی بے اختیار ہو کر چھپت سے زمین پر گرے دست مبارک
سخت مار لگی جب آپ کو ہوش آیا تو فرمایا کہ بسبب ترکِ سماع کے لوگ ہم کو
بیدار دیکھتے ہیں حقیقت میں بیدار وہ لوگ ہیں جو گناہ سن کر صیر کرتے ہیں آپ کے
مریدوں سے ایک شخص سماع کی مجلس میں گیا اور گناہ سنا اور سوزش کو ضبط کر لیا
لیکن تاب نہ لایا اور مر گیا آپ نے اس خبر کو سن کر فرمایا کہ سماعِ مہملکِ رومندان

حضرت شاہ عبداللہ المشہور بہ غلام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلفاء سے ہیں اور
سلسلہ نسب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے ایک وقت آپ
اپنی صاحبہ اور نیک بخت مریدنی کے گھر عیادت کے لئے تشریف لے گئے
اس کی نوجوان لڑکی کا انتقال ہو گیا تھا آپ نے کلمات تغزیت کے بعد فرمایا
کہ خدا تم کو نعم البدل لڑکا عطا فرمائے گا اس نے عرض کیا کہ میں ضعیفہ اور بیمار
شوہر بڑھے ہو گئے ہیں اولاد کی اب توقع ہی نہیں رہی آپ نے جواب دیا کہ
خدا قادر مطلق ہے چنانچہ چند روز کے بعد وہ عورت حاملہ ہوئی اور ختم مدت پر
لڑکا تولد ہوا اور بڑھی عمر اس نے پائی۔

حافظ خان ساکن خوریہ انگریزی فوج میں ہوتا تھا اس کو عرصہ سے مرشد
صادق و پیر کامل کی تلاش تھی سالانہ رخصت حاصل کر کے تلاش میں
نکل کر تا تھا ایک دفعہ پھر تاجر ہوا دہلی کے ایک مسافر خانہ پر پہنچا وہاں گھوڑا باندھا
اور بھٹیاری سے روٹی مانگا وہ تازی روٹی تیار کر کے دے رہا تھا بھٹیاری نے

حضرت شمس الدین حبیب میرزا مہر جان جاناں رح

آپ سادات علوی سے ہیں ۱۱ رمضان ۱۱۰۰ روز جمعہ بوقت صبح
آپ کی ولادت ہوئی آپ کے باپ داؤد امرائے سلاطین تیموریہ کے
خاندان سے تھے۔

حضرت مرزا صاحب کامرید محمد قاسم عظیم آباد کی طرف گیا تھا ایک روز
اس کا بھائی حاضر ہو کر عرض کیا سنا جاتا ہے عظیم آباد میں محمد قاسم قید ہو گیا ہے
اس کی رہائی کے لئے توجہ فرمائی جائے آپ نے فرمایا ہرگز قید نہیں ہوا ہے
دلاؤں سے جھگڑا ہو گیا ہے لیکن نتیجہ خیر نکلا قریب میں آنے والا ہے تم کو خط بھیج
لکھا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت میرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ بارہا فرماتے
کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری آرزو پوری کی دینی دنیوی کوئی
آرزو باقی نہیں ہے لیکن شہادت کی آرزو باقی ہے جس کا بہت بڑا درجہ ہے
آخر تاریخ ۹ محرم ۱۱۰۵ بروز جمعہ آپ شہید ہوئے تاریخ وفات اس
جمہ سے نکلتی ہے۔ عَاشَ حَمِيدًا مَاتَ شَهِيدًا
۹۵ ۱۱ ہجری

حامد خان وہاں سے اتر گیا اور نیچے جا کر غازیوں سے کہا کہ سالہائے سال کے بعد مجھ کو یہ موقع ہاتھ آیا تھا تم لوگوں کی خواہش ہے کہ میں دنیا کا کتنا بنا رہوں آخر کی نعمات سے محروم رہوں اس لئے تم لوگوں کا کام ہے کہ حضرت سے عرض کر کے پہلی حالت میری کرا دیں ورنہ تم لوگوں کی خیر نہ رہے گی آخر لوگوں نے حضرت سے اس واقعہ کا اظہار کیا ارشاد ہوا بلا لاؤ حسب الحکم حامد خان حاضر ہو حضرت نے فرمایا حامد خان پھر کہو اونچی دوکان پھیکا پکوان اس کے ساتھ ہی پھیرو دیوانہ سا ہو گیا کچھ عرصہ کے بعد اس کی حالت درست ہو گئی ریاضتوں کی مشقت اٹھاتا تھا اور حضرت کے پاس حاضر رہا کرتا تھا بالآخر حضرت کے خلفاء سے ہو گیا۔

حامد علی شاہ نام ہو گیا بکثرت لوگ اس کے مرید ہو گئے حضرت نے ۲۲ صفر ۱۲۴۱ھ کو انتقال فرمایا۔

بالاخانہ سے تسبیح و تہلیل کی آواز آنے لگی اس نے بھٹیلا رے سے پوچھا کہ آواز کن لوگوں کی آہی ہے اور کیا ہو رہا ہے اس نے کہا کہ کوئی بزرگ آئے ہیں اور اپنے مریدوں کو ذکر الہی کی تعلیم دے رہے ہیں اس نے آواز سے کہا کہ میں بہت سے پیروں کو دیکھ چکا ہوں انہی کا پھیکا پکوان ضرب المثل صحیح ہے اتفاقاً یہ آواز حضرت غلام علی شاہ صاحب کے کان میں پہنچی اپنے دریاغ سے متنبہ نکال کر فرمایا حامد خان جہا پھر تو کہو اونچی دوکان پھیکا پکوان حضرت کا کہنا ہی تھا کہ حامد خان کا رنگ بدل گیا جسم کے کپڑے چاک کر کے جنگل بھل گیا پھر نہ وہ اپنے گھر گیا نہ گھوڑے کی خبر لی حامد خان کے عزیز اقارب اس کی تلاش میں نکلے اور بعد تلاش بسیار جنگل میں اس کو پا کر کپڑے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس نے حضرت سے بے ادبی کی تھی جس کی وجہ سے قدرت نے یہ سزا دی حامد خان کے عزیزوں نے حضرت غلام علی شاہ صاحب کے خلیفہ کو آمادہ کیا کہ وہ حضرت سے عرض کر کے اس کی دیوانگی زائل کرادیں حضرت کے خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ حامد خان کو نیچے ٹہرا دیں میں پہلے اوپر جا کر عرض کروں گا حضرت ارشاد فرما دیں تو حامد خان کو پیش کروں گا چند لوگوں نے حامد خان کو تھا ما حضرت سے خلیفہ صاحب نے عرض کر کے حامد خان کو اوپر بلوایا حضرت نے کہا السلام علیکم حضرت کا فخر مانا ہی تھا کہ اس کے ہوش درست ہو گئے

مولوی محمد عبید الرحیم صاحب مولوی میر عبد الوہاب صاحب
 مولوی محمد فضل اللہ صاحب مولوی محمد فضل علی صاحب
 مولوی محمد نواز صاحب مولوی محمد حسام الدین صاحب

اصحاب کی روزانہ حاضری رہتی تھی اور یہ سب حضرات بڑے پایہ کے تھے۔
 حضرت صاحب قبلہ کا انتقال ۲۸ جمادی الاول ۱۲۹۸ھ ہجری یوم دوشنبہ کو
 ہوا حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ نے تجہیز و تکفین کے لئے دو ہزار
 روپے اور عطر کا ایک شیشہ مرحمت فرمایا۔ مولوی محمد عثمان صاحب آپ کے
 جانشین ہوئے جب ۱۲۹۸ھ ہجری میں آپ کا انتقال ہو گیا تو آپ کے قائم مقام
 حضرت مولوی میر اشرف علی صاحب قرار پائے ۱۲۹۸ھ تک آپ جانشین
 حضرت مسکین شاہ صاحب شیخ کامل تھے آپ کے مریدوں کی تعداد
 ہزاروں سے متجاوز تھی حضرت غفران مکان نواب محبوب علی خان آصف جاہ
 شاہ و کن بھی آپ کے معتقد تھے جب شاہ صاحب نے انتقال فرمایا تو نما
 جنازہ میں تقریباً پچاس ہزار آدمیوں کی شرکت رہی اور جب جنازہ نکلا تو
 دو فرلانگ تک کثیر جمع تھا اہل دھرم نے تک جگہ نہیں ملتی تھی حضرت غفران مکان
 اس اہم واقعہ کے لحاظ سے ایک روز کی عام تعطیل کا حکم صادر فرمایا اور

رحمۃ اللہ علیہ

قطب العارفین حضرت مولانا شاہ سعد اللہ نقشبندی

آپ افضل اصحاب اور اکمل خلفاء سے حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ہیں ۱۲۵۰ھ ہجری میں براہ کرم نول آپ حیدر آباد تشریف لائے اور کامل دوسرا تک مسجد الماس واقع اندرون دروازہ علی آباد میں آپ کا قیام رہا آپ کے زہد و تقویٰ اور توکل کی وجہ سے طالبان حق کی کثرت شروع ہوئی اس لئے گھانسی میاں بازار کے محلہ کے ایک باغ میں آپ کی مستقل سکونت قرار پائی حیدر آباد کے علماء اور مشائخ آپ کے حلقہ میں شریک ہو گئے اور مریدوں کا اضافہ ہونے لگا حیدر آباد کے لئے ایک ایسے کامل فرد کی ضرورت تھی الحمد للہ حضرت کی رونق افزوی سے حیدر آباد میں بدعتوں کی کمی اور گمراہیوں کی بیکینی ہو گئی ہر طرف دینی چرچے ہونے لگے نامور علماء اور مشہور اصحاب کا آپ کے حلقہ میں شریک ہونا دوسروں کی شرکت کا باعث ہوا۔

مولوی محمد عثمان صاحب ، مولوی میر اشرف علی صاحب ، مولوی محمد نعیم مسکین شاہ صاحب ، مولوی محمد عبدالقوی صاحب ، مولوی رفعت علی صاحب

مولوی رفعت علی صاحب متقی اور بڑے خدا ترس تھے۔

حضرت مولانا و مرشدنا مولوی میر اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ صاحب کے خلیفہ و قائم مقام ہوئے شاہ صاحب کی آپ پر خاص عنایت تھی بغیر آپ کے نماز ادا نہ فرماتے اور آپ کے آنے کا انتظار کرتے تھے آپ کے آنے کے بعد تکبیر کہی جاتی اور صفوف درست کیے جاتے فقہ حدیث تفسیر میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے فنون سپہ گری گھوڑے کی سواری نشان اندازی میں ماہر اور تصوف و علوم باطنی میں کمال رکھتے تھے۔

شرع شریف کے بڑے پابند تھے تمام کارخانہ توکل پر تھا جب کہیں سے کچھ آجاتا سب ملکر کھاتے ورنہ فاقہ حکومت کی طرف سے روزانہ پاؤ پلہ کی بریائی مقرر کی گئی تھی ایک دور وزیر لیکر آپ نے اس کو موقوف کر دیا اور فرمایا کہ اس ہمارا توکل جاتا رہا تھا کسی طرح تنخواہ و ماہوار کو بھی آپ نے جائز نہیں رکھا قلعہ محمد نگر میں باجازت سہرا کا آپ نے ایک پر فضنا باغ میں اقامت اختیار کی وہاں سب ثمرہ دار درخت تھے شبہ ہوا کہ اس سے بلا قیمت کوئی پھل توڑے

خود شریک نماز رہے لوگوں نے دیکھ لیا کہ خدا پرستی کا کیا اثر ہوتا ہے۔
 مولوی محمد عبد القوی صاحب نہایت متشرع اور باخدا بزرگ تھے مولوی
 محمد عبد الرحیم صاحب ایسے عمدہ اور مشہور واعظ ہوئے ہیں کہ صد ہا آدمی آپ کے
 وعظ سے مستفید ہوتے اور آپ کی خوش بیانی اور صداقت لسانی کی وجہ سے
 لوگوں نے مذہب اسلام قبول کیا ہر مجلس وعظ میں ایک دو آدمی ضرور حلقہ
 اسلام میں داخل ہوتے تھے روزانہ بعد عصر حضرت شاہ سعد اللہ صاحب رحمہ
 روبرو مثنوی شریف اور مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ پڑھا کرتے تھے
 اور دیگر علماء و حاضرین حلقہ سامع رہتے تھے۔ مولوی محمد فضل اللہ صاحب کی امامت
 رمضان شریف میں نماز تراویح ہوا کرتی تھی اور حضرت صاحب اقدس فرماتے تھے
 نبوی لحاظ سے دیکھا جائے تو آپ جاگیر دار اور عدالت عالیہ کے میر مجلس تھے
 سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مولوی محمد فضل اللہ صاحب کے انصاف پر
 رعایا کو پورا بھروسہ تھا اور سرکار بھی آپ پر اعتماد رکھتے تھے۔

مولوی محمد فضل علی صاحب بھی بڑے خدا ترس اور جاگیر دار و ناظم عدالت
 دیوانی تھے۔

مولوی محمد نواز صاحب کی امامت سے حضرت صاحب ہمیشہ نماز پڑھا کرتے تھے

فرماتے تھے کہ میرا شرف علی صاحب نہایت اچھے فقیر ہیں فقیر ہی میں ایک
 قدم مرشد سے بھی بڑھ گیا نواب سرسالا جنگ اعظم وزیر دکن کو جب جناب
 میرا شرف علی صاحب کے انتقال کی خبر پہنچی تو اس وقت آپ لکھنؤ میں تھے
 اس خبر کے سنتے ہی نواب صاحب نے قلم رکھ دیا فرمایا انفسوس کہ یہ ایک
 فقیری جاتی رہی اور فوراً پانچ سو روپیہ سکے محبوبہ تجنیر و کفین کے لئے دلالت کے
 آپ کا انتقال تاریخ ۱۹ سربقعدہ ۱۲۹۵ھ بروز جمعہ ہوا۔

ماوۃ تاریخ انتقال

طِبَّتْ حَيًّا وَ طِبَّتْ مَيِّتًا

۱۲۹۸ ہجری

آپ کے پاس خلاف شریعت کوئی کام نہیں ہوتا تھا اعراس فیلیں
 قرآن خوانی ہوتی اور تباہی تقسیم کئے جاتے تھے۔ فاتحہ حضرت سیدنا
 علی اللہ علیہ وسلم، فاتحہ حضرت نقشبند رحم، فاتحہ حضرت باقی باہ
 فاتحہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحم، فاتحہ حضرت میرزا غلام علی صاحب
 فاتحہ حضرت غلام علی شاہ صاحب رحم۔

حضرت شاہ سعد اللہ صاحب کانگرس بڑے اہتمام سے کیا جاتا تھا یہ

اس لئے آپ نے قرہ دار کو معقول معاوضہ دیکر وہ سب قرہ لے لیا آپ بخر اپنے گھر کے کہیں جاتے نہ تھے پانچ وقتہ تازہ وضو کے ساتھ جماعت ادا فرماتے نماز میں شایا اور عمامہ ضرور ہاکرتا تھا کبھی معمولی اور گھر کے لباس سے اپنے نماز نہیں پڑھی آپ کے دو برادر زادے مولوی میر عابد علی صاحب و مولوی میر حسن علی صاحب نے آپ کی بڑی خدمت کی آپ کے اشاروں پر وہ کام کرتے تھے جس سے ہمارے پیرومرشدان دونوں صاحبوں سے بہت رہنمی اور خوش تھے اور دعائے خیر دیتے تھے آپ کے علمی مذاق کی وجہ سے آپ کے پاس ہمیشہ علماء و فضلاء آتے اور ٹھہر کرتے تھے آپ کا کتب خانہ بھی بہت بڑا تھا۔

نادر الوجود عمدہ قلمی کتابیں بھی تھیں مولوی محمد زمان خان صاحب شہید جو ہندوستان سے حیدر آباد آئے تو پہلے پہل آپ ہی کے پاس ان کا قیام رہا مولوی میر افضل حسین صاحب لکھنوی سابق میر مجلس عدالت عالیہ نے ایک مجمع میں فرمایا کہ جب میں حیدر آباد آیا تو بہت سے لوگوں سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوا لیکن مجموعہ صفات مولوی میر اشرف علی صاحب ہی کو پایا فقیہ محدث تبع شریعت متوکل تھے غرض سب صفات ان میں پائے گئے۔ حضرت سید صدیق علی صاحب مرحوم حیدر آباد میں قادریہ خاندان کے جو ایک ممتاز

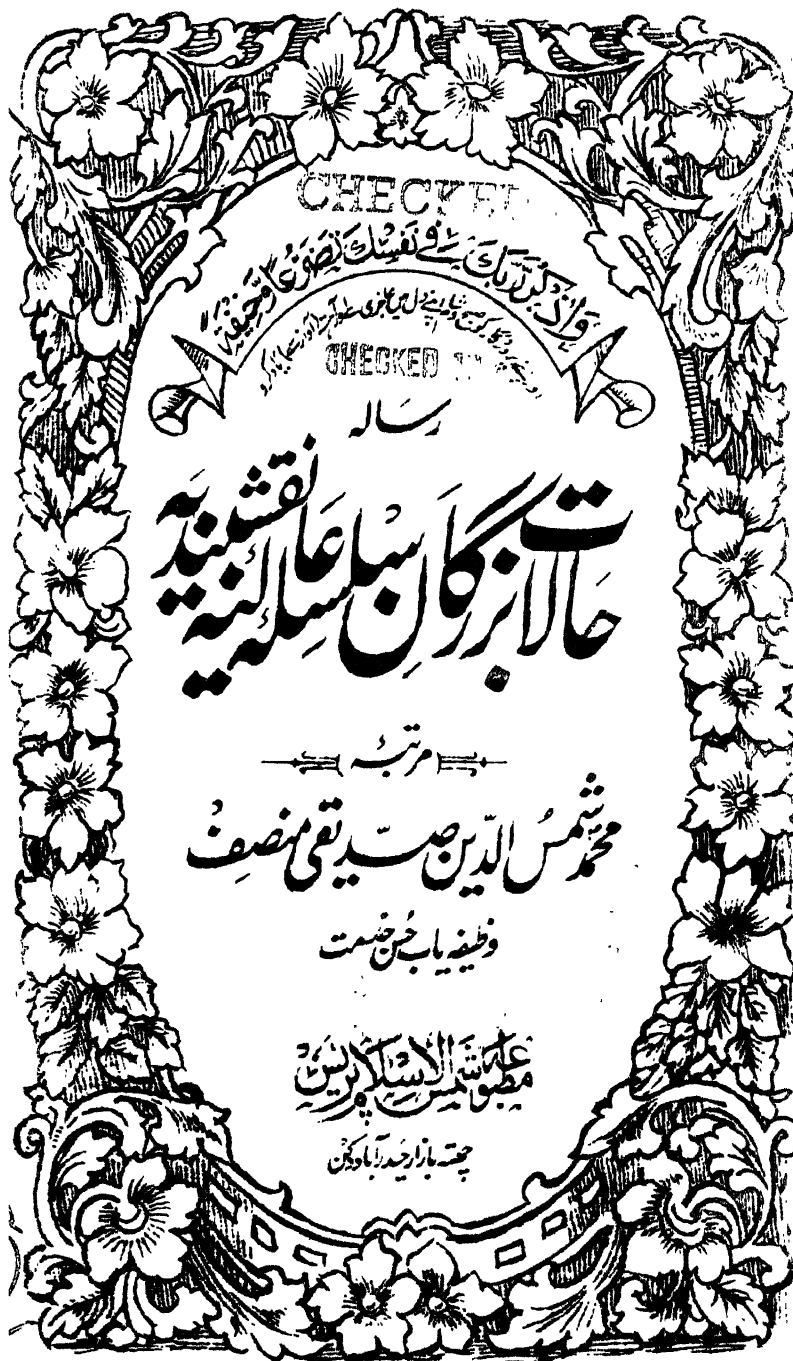
بعونِ اعزاز عبرت

دنیا میں بڑے بڑے اور صاحبِ اقتدار سلاطین گزر گئے ان کا اقتدار اور ان کی حکمرانی ان کی زندگی تک باقی رہی ان کے بعد وہ حکومت اور اسبابِ ناز و نعمت مفقود اور وہ خود زندوں کے محتاج ہو گئے اولیاء اللہ جن کی زندگی فقر و فاقہ میں بسر ہوئی دنیا میں بھی لوگ دل سے ان کے معتقد اور غلام بنے رہے ان کے انتقال کے بعد بھی ان کے مقابر زیارت خاص عام ہیں اس کے لئے کسی محبت اور دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے بعد ازیں کیسے الوالعزم سلاطین کیے بعد دیگرے حکمران تھے اپنی نام آوری اور بقائے نام کے لئے بڑے بڑے کام کئے مگر ان کے بعد وہ سب نسیاں بن ہو گئے بغداد کا نام لیتے ہی حضرت غوث اعظم کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے بغداد آپ ہی کا ملک سمجھا جاتا ہے اور حضرت ہی ماں کے بادشاہ سمجھے جاتے ہیں اگرچہ بظاہر ہندوستان پر نواب گورنر جنرل و سرانے بہادر حکمران ہیں لیکن لوگوں کے قلوب پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور آپ کے خلفاء اور جانشینوں کا حکم چل رہا ہے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ میں تشریف رکھتے ہیں لیکن حیدر آباد دکن میں ہزار ہا آپ کے پیرو اور مطیع و فرمانبردار ہیں۔

اور نفیس بریانی پکوا کر مریدین و خادمین میں تقسیم فرماتے اور عرس کے روز کثرت سے لوگ حاضر ہوتے کئی قرآن ختم ہوتے اور بتائے تقسیم کئے جاتے قبر کے اطراف شطرنجیوں اور سفید چاندنی کافر شش ہوتا اور قبر پر گلاب اور موتیا کے پھول چڑھائے جاتے تھے پچاس برس گزر گئے لیکن اس صفت کا کوئی بزرگ نظر نہیں آیا اور ہمارے آنکھیں ایسی ہستی کے محتاج ہی رہیں آپ اگرچہ نقشبندیہ طریقہ کے پابند تھے لیکن دیگر طریقوں کے بزرگوں کا ادب بھی بہت کرتے تھے اس زمانہ میں دو بزرگوں کے مابین کچھ نزاع تھی ایک صاحب حضرت خواجہ بزرگ کے فضائل بیان کرتے اور دوسرے بزرگوں پر ترجیح دیتے تھے ایک صاحب حضرت غوث اعظم کو سب سے بڑا بتاتے تھے اس بات کا تذکرہ حضرت میر اشرف علی صاحب قبلہ کے سامنے ہوا آپ نے فرمایا اس قسم کی گفت و شنید سے بے ادبی ہو جاتی ہے خاموش رہنا بہتر ہے حضرت غوث اعظم کا معاملہ بڑا نازک ہے ڈرنا چاہیئے۔



حیدر آباد میں مقام اونٹنگ آباد حضرت برہان الدین اولیاء اور حضرت منتجب الدین حضرت شہ
 راہو قتال رحمۃ اللہ علیہم کا اوگلہ گھر کہ میں حضرت خواجہ بندہ نواز کا بنگلہ رہا ہے شہر حیدر آباد میں
 حضرت بابا شرف الدین اور حضرت یوسف صاحب شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہم کا
 شہرہ ہے ہر بخشید میں نائین کی وہ کثرت رہتی ہے کہ کسی کے سالانہ عرس میں بھی اتنا
 جمع نہ ہوتا ہوگا یہ محض خدا ترسی اور حق بینی کے اثرات ہیں جنہوں نے خدا کے لئے اپنی ہمتی
 مشاوی خدا نے ان کو سر بلند کیا اور ممتاز و جہ زینچا دیا اور ان کا نام باقی رکھا سلاطین
 وقت بھی ایسے بزرگوں کے معتقد رہے اور ان کے پائین دفن ہونے کو باعث متعزیت
 سمجھتے تھے حضرت زین الدین یا مین خواجہ کی درگاہ کے احاطہ میں عالمگیر جیسا مشرع
 بادشاہ دفن ہے حضرت شاہ راہو صاحب قتال کے احاطہ میں ابوالحسن ناما شاہ
 بادشاہ مدفون ہے حضرت برہان الدین اولیاء رحمہ کے پائین حضرت میر قمر الدین خان
 آصف جاہ اول اور نواب ناصر جنگ شہید آرام فرما رہے ہیں جو لوگ موقوف
 قبل ان موقوفہ یا خاک شو پیش از انکہ خاک شوی پر عمل فرماتے ہیں خدا نے
 تعالیٰ حیات دائمی ان کو سرفراز فرماتا ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہر قسم کی تعریف خدا ہی کے لئے زیبا و سزاوار ہے جس کے یہ قدرت میں
 دنیا جہان کا نظم و نسق ہے وہ سب کا خالق سب اس کی مخلوق وہ سب کا
 رازق سب مرنے والا وہ سب کا حاکم سب محکوم جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے
 جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے فنا و بقا سب اس کے ہاتھ ہے وَتَعْرِضُ
 نَشَاءً وَتَذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
 چونکہ اس کے غضب پر اس کی مہربانی سبقت لے گئی ہے اور رحم و کرم
 اس کا بہت غالب ہے اس لئے انسانوں کی بد اعمالی و نافرمانی پر فوراً مواخذہ
 نہیں فرماتا اگر وقت بوقت تدارک ہوتا رہے گا تو دنیا میں کوئی شخص راحت و آرام
 زندگی بسر نہ کر سکے گا اور دنیا کا نظم و نسق درہم برہم ہو جائے گا انسانی قصورات کے
 درگزر فرمانے سے لوگوں نے براہ جہالت خدا کے وجود ہی سے انکار کر دیا لیکن جب
 کوئی ناقابل برداشت تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے تو بے اختیار از خود خدا کو پکارتا
 اور بلبلاتا اور معافی مانگتا ہے وہاں کی حالت یہ ہے کہ عمر بھر نافرمانی کی جائے
 لیکن جب انسان نادم ہو کر تائب ہو جائے اور تضرع و زاری سے اپنے

